عالم اسلام کے ساتھ ہمارے تعلقات محبت و بھائی چارگی پر استوار ہیں۔ ہم ان کے تعلقات کو سب سے زیادہ مضبوط خیال کرتے ہیں۔ ہم کسی ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت نہیں کرتے اور نہ ہمارے داخلی معاملات میں کسی کی دخل اندازی کو پسند کرتے ہیں۔

ہماری حکومت اور رعایا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں، وہ مفید سمجھنے والی کسی بھی تجویز کو پیش کر سکتے ہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی انسان کامل نہیں، بشر ہونے کے ناتے وہ یہ ادراک رکھے کہ اس سے کوتاہیاں بھی سرزد ہوتی ہیں۔

ہماری صحافت اور میڈیا رہنما بنیادوں پر استوار ہے۔ وہ وہی پروگرام پیش کرنے کے پابند ہیں، جن میں دین و دنیا کی فلاح و بہبود ہو۔

ہم کسی سے تنقید برائے تنقید اور خوشامد و چاپلوسی کو پسند نہیں کرتے۔ سب سے بہتر راستہ اعتدال اور میانہ روی کا راستہ ہے۔ بہترین خیر خواہ وہ ہے جو اپنی خیر خواہانہ بات غیر اعلانیہ طور پر اور اپنی شخصیت کو بالا دکھائے بغیر متعلقہ حکام تک پہنچائے۔ یہی ایک مسلمان فرد کی مطلوبہ اور امتیازی صفت ہے، جسے دوسرا مسلمان بھی بسر و چشم قبول کر لیتا ہے۔ اور یہی قابل تعریف صفت ہمارے معاشرے کے رگ و پے موجود ہے"۔

(جريدة المدينة المنورة شمار: ٦٢١٥ تاريخ ١٤٠٤/٧/١ه محمود سيد شقير/ دكتور عبد الله قويزاني: ألوان من التربية العربية الخطابة في العصر الحديث) ص:١٦٣)

☆☆☆☆☆

حواری اور صحابی

مسیح علیہ السلام کے معتمد حواری پطرس (سینٹ پیٹر) کو گرفتار کرتے وقت یہودی پولیس والوں نے ان سے پوچھا: کیا تم مسیح (علیہ السلام) کا پیروکار ہو؟ تو اس نے تین دفعہ انکار کیا۔

ایک حواری یہوداہ اسکریوتی نے چاندی کے تیس سکوں کے عوض اپنے پیغمبر کو گرفتار کروا دیا۔ اس موقع پر آپ علیہ السلام کے شاگرد آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

اس کے برعکس کفار کے ہاتھوں گرفتار صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو رہائی کے عوض رسول اکرم ﷺ کو ان کے حوالے کرنے کے مطالبے پر ان کا جواب ہوتا تھا: ''اللہ کی قسم ہم تو اپنی جان بچانے کے عوض آپ ﷺ کے قدم مبارک میں کانٹا چبھنے کو بھی گوارا نہ کریں گے'' ۔ اور پھر اسی پر ڈٹے رہے۔ تاآنکہ دشمنوں نے تختہ دار کی رسی کھینچ لی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

علم وآگہی، قسط:1

تعلیم انسان کا زیور

گلزار حسین مظاہری

تعلیم کا مفہوم:

تعلیم عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ ''عــلــم'' سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی ہیں: آگاہ کرنا، واقف کرانا اور سکھانا۔ علم دینے کے عمل کو تعلیم کہتے ہیں۔

تـعـلـیـم کا اسلامی نظریہ یہ ہے کہ ''انسان اپنے رب کی معرفت حاصل کرتے ہوئے ان تمام مفید حقائق سے آگاہی حاصل کرے جو کسی نہ کسی طرح انسانیت کے لئے مفید ہوں اور جن سے بنی نوع انسان کی خدمت ہوسکے۔'' اس میں اخلاقی، سیاسی، قانونی، معاشرتی اور سائنسی علوم سب شامل ہیں۔

اصطلاح میں علم سے مراد ہے وہ ساری معلومات جو انسان کو اس کے حواس خمسہ سے حاصل ہوتی ہیں۔ ''عــلــم'' ایک صفت ہے جس سے ادراک حاصل ہوتا ہے۔ تعلیم صرف پڑھنے اور پڑھانے کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک مسلسل عمل ہے جس کے ذریعے فرد کو ماحول اور ثقافت سے روشناس کرایا جاتا ہے اور وہ اس سے مطابقت اختیار کرتا ہے۔

برطانوی ماہر تعلیم (Sir Percy Neinn) نے کہا تعلیم کا وہ بنیادی تصور (Basic Concept) جو پورے نظام تعلیم پر حاوی ہونا چاہیے، یہ ہے کہ تعلیم اس کوشش کو کہا جاتا ہے جو بچوں کے والدین اور سرپرست اس نظریہ حیات کے مطابق جس پر وہ یقین رکھتے ہیں، اپنی نئی نسل کو تیار کرنے کیلئے کرتے ہیں: مدرسہ (School) کا فریضہ یہی ہے کہ وہ ان روحانی طاقتوں کو جو اس نظریہ حیات سے وابستہ ہیں، طالب علم پر اثر ڈالنے کا موقع دے اور طالب علم کو ایسی تربیت دے جو اس قوم کی زندگی کے تسلسل اور ترقی میں اس کی دستگیری کرے اور اس کے ذریعے وہ مستقبل کی طرف اپنا سفر جاری رکھے۔

تعلیم کی ابتدا اور ضرورت:

تعلیم کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی انسانی تاریخ۔ حضرت آدم کو اللہ تعالی نے زیور علم سے آراستہ کردیا۔ یوں فرشتوں کو بھی آپ کے سامنے سجدہ ریز ہونا پڑا۔

کیوں فرشتوں پر فضیلت حضرت آدم کو دی　　　علم ہی نے کردیا تھا آپ کا پلہ گراں

انسانی تجسس کی پیداوار ''علم'' ہے، اس مقدس امانت کو رب تعالی نے سب سے پہلے زمین پر موجود اپنے

(خلیفہ) نائب کے حوالے کر دیا۔ اور اسے انسان کی زینت بنادی۔ اسی چراغ کی روشنی تلے انسان مسلسل آسائش و سہولیات کی تلاش میں محو ہے۔

تعلیم انسانی تہذیب وتمدن میں حیران کن تبدیلیوں کا پیش خیمہ ہے۔ کروڑوں انسانوں نے علم کی حفاظت اور فروغ کی خاطر اپنی قیمتی زندگیاں صرف کر دیں۔ یہ بنی نوع انسان کا طرہ امتیاز ہے کہ اس میں علم حاصل کرنے، اسے کتابوں میں محفوظ کرنے اور آنے والی نسلوں میں منتقل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اسی وجہ سے اسے فطری قوتوں پر قابو پانے اور انہیں اپنے مفاد میں استعمال کرنے کی صلاحیت ملی۔

فہم وادراک کی صلاحیت ہی مختلف علوم کا پیش خیمہ ہے، جن کے حصول سے یہ ناتواں مشت خاک تمام عالم کو تابع فرمان کیے ہوئے ہے۔ اس کی ہی بدولت قدرت کے سربستہ رازوں (UNVEILED SECRED) کو منکشف کیا جاتا ہے یوں ساری دنیا سمٹ کر ایک نقشے پر اکٹھی ہوگئی ہے۔ جس سے آج کل (Global Village) کہا جاتا ہے۔

بہت سی انسانی تہذیبیں اس نعمت سے محروم رہیں، جس کا نتیجہ ہمیشہ جنگ وجدل، بدامنی، غربت وپسماندگی اور اخلاقی برائیوں کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ان میں سے کئی ایک کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی ملتا ہے، مثلاً قوم عاد وثمود وغیرہ۔ بعض قوموں پر آفات سماوی نازل ہوئیں اور صفحہ ہستی سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مٹ کر آنے والی نسلوں کیلئے نشان عبرت بن گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے قوموں کی اصلاح کی خاطر مختلف ادوار میں تقریبا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے۔ انہیں منصب پیغمبری سونپنے کا ایک اہم اور بنیادی مقصد اللہ کی پہچان اور دنیا شناسی تھا یعنی دین ودنیا سے آگاہی اور عرفان نفس۔ جسے ہم دوسرے لفظوں میں ''علم'' کہتے ہیں۔

علم کے بغیر انسان کوئی عمل بطریق احسن انجام نہیں دے سکتا۔ اسی لئے اللہ تعالی نے قرآن میں عمل سے پہلے علم کا ذکر فرمایا ہے ﴿فاعلم أنه لا اله الا الله واستغفر لذنبک﴾ بقول شیخ سعدی:

سر انجام جاہل جہنم بود   کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

,,جاہل کا انجام کار جہنم ہے کیونکہ اس کی عاقبت اورانتہا کم ہی بہتر ہوتی ہے،،

انسان اور تعلیم:

انسان کو اشرف المخلوقات کہلانے کا شرف صرف علم کی وجہ سے حاصل ہوا۔ علم کے بغیر انسان حیوان سے بھی بدتر بن جاتا ہے۔ علم نور اور ہدایت ہے، جہالت کے پردوں کو چاک کر دیتا ہے، بے یقینی اور الحاد کے اندھیروں کو مٹا دیتا ہے، انسان کے اندر نور ایمان اور شمع ایقان کو فروزاں کرتا ہے۔

سعادت، سیادت، عبادت ہے علم بصیرت ہے، دولت ہے، طاقت ہے علم

علم انسان کے اخلاق وسیرت کی تعمیر کرتا ہے، انسان کے طرز معاشرت کو مہذب اور متمدن بناتا ہے، یہ انسان کے اندر عجز وانکساری، رواداری، ایثار وقربانی، صبر وتحمل، شکر وقناعت اور محبت واخوت کے بیج بوتا ہے، دلوں کی کثافت دور کر کے روحانی لطائف پیدا کرتا ہے، علم انسان کو کار جہاں بینی وجہاں بانی سکھاتا ہے۔

تعلیم نسواں:

پاک پیغمبر ﷺ اپنی پوری زندگی امت کو علم حاصل کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا (**طلب العلم فريضة على كل مسلم**) ,, علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے،، (ابن ماجه مقدمه ۱ / ۸۱ عن انس بن مالك) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں حصول علم کے لیے جنس کی کوئی قید نہیں۔

اسلام نے عورتوں کو ممتاز مقام عطا کیا۔ یوں عورتیں بھی علم کی دولت سے فیض یاب ہونے لگیں۔ حالات نے ثابت کر دیا کہ تعلیم نسواں ایک بہترین معاشرے کی تعمیر میں کتنی ضروری ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر سکتی ہیں۔ ماں کی گود کو بچے کی پہلی درسگاہ کہا جاتا ہے۔ دیکھا جائے تو ایک مرد کی تعلیم ایک فرد کی تعلیم ہے، جبکہ ایک عورت کی تعلیم پورے خاندان کی تعلیم ہے۔ اسی لئے فرانس کے بادشاہ نپولین بوناپارٹ نے کہا تھا کہ مجھے اچھی مائیں دیں، میں آپ کو بہترین قوم دوں گا۔

تاریخ گواہ ہے کہ جن انسانوں نے علم کو فروغ دیا وہ ہر دور میں مہذب کہلائے۔ جنہیں تعلیم کی قدر تھی انہوں نے اس جادو کی پڑیا کو ہر مفید مقصد کیلئے استعمال کیا۔ آج بھی ترقی یافتہ قوموں پر نظر دوڑائیں تو ان میں جو خاص بات نظر آتی ہے وہ حصول علم کی لگن اور جذبہ ہے، جہاں اہل علم کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس وہ انسانی تہذیبیں ہمیشہ کے لئے مٹ گئیں جو علم کی قدر اور قیمت سے ناآشنا تھیں۔

تعلیم کی اہمیت اسلامی نقطہ نظر سے:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلامی تعلیمات ہر قسم کے علوم کا احاطہ کیے ہوئے ہیں جن میں میڈیکل سائنس، انجینئرنگ اور دوسرے تمام عمرانی علوم (Social Sciences) شامل ہیں۔ قرآن مجید فرقان حمید ساری انسانیت کے لئے بہترین دستور العمل ہے، جس میں اللہ تعالی نے علم کی اہمیت بیان کرتے ہوئے بنی نوع انسان کو مختلف علوم کے زیور سے آراستہ ہونے کی ترغیب دی۔ ارشاد باری تعالی ہے ﴿**يرفع الله الذين امنوا منكم والذين أوتوا العلم درجات**﴾ (المحادلة: ۱۱) ''اللہ تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات بلند فرماتا ہے'' سورۃ الزمر کی آیت نمبر